

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acad 90

Track 1

Time 31:42

۱۔ شبِ برات کی کیا حقیقت اور اہمیت ہے اور اس رات کو کیا عبادت کرنا چاہیے؟

یہ بات کئی مرتبہ بیان کی جا چکی ہے اور لوگوں نے کئی مرتبہ سوال کیا ہے کہ حواس کے پرہیز کیا ہے؟ حواس کیا ہیں؟ رو حانی نقطہ نظر سے اس بات کا تشریح کئی بار رو حانی ڈائجسٹ میں بھی ہو چکی ہے۔ رو حانی ڈاک جنگ میں بھی میں نے لکھا ہے اور یہاں جو حضرات تشریف لائے ہیں محفلِ مراقبہ میں ان کے ساتھ یہ بھی معروضات پیش کیں ہیں اور یہ بتایا کہ قرآن پاک کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی روشنی میں ہر انسان کے اندر ہر روح کے اندر دو حواس کام کرتے ہیں ایک حواسِ فانی یا بندی کے جذبات سے آگاہ کرتا ہے یعنی ہم زندگی میں کوئی بھی کام یا بندی کے بغیر انجام نہیں دے سکتے۔ ان حواس کا نام جن میں یا بندی ہے دن ہے اور اس کے برعکس روح کے اندر دو سرے حواس بھی کام کرتے ہیں جن میں زندگی کے تمام اعمال و حرکات انجام دئیے جاتے ہیں لیکن ان میں یا بندی نہیں ہوتی ان حواس کو رات کے حواس کہا جاتا ہے اور قرآن پاک میں دن کے حواس کا جائزہ ہاں تذکرہ ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کو نفاذ کیا ہے اور جائزہ ہاں قرآن پاک میں رات کے حواس یعنی کا تذکرہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے لیل کہا ہے جب ہم زندگی یا بند حواس میں گزارتے ہیں تو اس کو ہم مادی زندگی کہتے ہیں اور جب ہم یا بند ہو یا معاویہ سفر کرتے ہیں تو اس کو ہم غیب کہتے ہیں یعنی ہم وہ چیز جو ہمیں آنکھوں کے علاوہ روح کی آنکھ سے نظر آئے وہ معاویہ دنیا یا غیب کی دنیا ہے اور جو چیزیں ہمیں مادی آنکھوں سے نظر آئیں اور محدود نظر آئیں وہ اب یہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کیوں کے شرف عطا کیا ہے اس لئے اس کو تمام روح میں جو قابلِ تذکرہ مخلوق ہے وہ انسان ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے یا بند حواس اور دونوں کا علم عطا کیا ہے اب قرآن کے حوالہ سے غیب کی دنیا کا تذکرہ ملتا ہے جائزہ بھی اللہ تعالیٰ انسانوں کو غیب کی دنیا کا متعارف کروا رہے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ رات کا تذکرہ کرتے ہیں دن کا تذکرہ نہیں کرتے مثلاً شبِ معراج اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں دن کے دن اپنے بند کو لے گا اس میں رات کا ہی تذکرہ ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بند کو سیر کرائی رات میں تو اسی صورت میں جب موسیٰ علیہ السلام جب غیب پر تشریف لیجا تے تھے تو وہاں اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے پیغامات سن کر ان کو نوٹ

کر تے تھے تختیو کی صورت میں جس کو تو ریت کے جا تا ہے تو اس میں بھی
 اللہ تعالیٰ نے رات کا یہی تذکرہ کیا دن کا نہیں کیا اس کے علاوہ تیسری جگہ
 جہاں اللہ تعالیٰ نے رات کا تذکرہ کیا ہے وہ لیلۃ القدر ہے قرآن شریف میں
 لیلۃ القدر من الف شہ... اب اس رات میں غیب کی دنیا سے متعلق رات ہے اس
 میں اللہ تعالیٰ نے تشریح یہ کی ہے کہ یہاں بند حواس کے مقابلہ میں آزاد حواس کی
 رفتار یا بند کے مقابلہ میں ساٹھ ہزار گنا یعنی جب کوئی بندہ دن کے حواس سے
 نکل کر یا بند حواس سے نکل کر آزاد حواس میں داخل ہوتا ہے تو اس کی رفتار
 ساٹھ ہزار گنا کم ہو جاتی ہے مثلاً ایک آدمی دن کے حواس میں ایک گھنٹہ ایک
 میل چلتا ہے تو رات کے حواس میں وہ ایک گھنٹہ میں ساٹھ ہزار سفر کرے گا
 جس طرح دن کے حواس میں وہ ایک گھنٹہ میں ایک میل کا سفر کرتا ہے اور
 اس کے جسم کے اوپر کسی قسم کا بوجھ محسوس نہیں ہوتا یہی صورت
 اگر اس کے اندر فی الواقع رات کے حواس کے اندر متعلق ہو جائیں تو ایک گھنٹہ
 کے اندر ساٹھ ہزار میل کا سفر کرے گا لیکن اس کے اوپر کچھ تھکاؤ نہ ہو
 کہ کوئی ناقابل کیفیت ایسی پیدا نہیں ہو گئی جس کی وجہ سے وہ ختم ہو جا
 ئے یا اس کا دماغ بیٹھ جائے کہ یہ چوتھی رات کا جو تذکرہ قرآن پاک میں ہے
 پہلی رات میں نہ آپ سے عرض کیا معراج پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پر
 جانالہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور چا
 لیس راتوں میں پورا کر دیا پھر لیلۃ القدر کا تذکرہ ہے اور ایک شب برات لکا
 تذکرہ ہے تو شب برات جو ہے اس میں بھی دیکھئے نہ غیب کی دنیا کا یہی تذکرہ
 ہے اور اس کے بارے میں دو لیکچرر دینی لیکچر علماء کا لکھا ہوا اولیاء اللہ کا
 لکھا ہوا اس سے یہ بات پتا چلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک نظام ہے پورا
 ایک نظام جس طرح یہ دنیا کا نظام ایڈمنسٹریشن ہوتا ہے اس طرح اللہ کا
 بھی ایک نظام ہے ایڈمنسٹریشن ایک نظام ہے اور اس نظام کی تشدید ہوتی
 ہے ہر سال ہر سال جو تشدید ہوتی ہے یافا نل ہوتا ہے سا را پرو گرام یا
 بجٹ ہوتا ہے تو جس سال میں وہ بجٹ بن کر تیار ہوتا ہے اور اس کی
 مزدوری ہوتی ہے اس رات شب برات میں تو یہ شب معراج رمضان سے پہلے
 دیکھئے شب معراج شب برات اور شب قدر تینوں میں مسلسل آ رہی ہیں کہ
 مہینوں کے حساب سے یہ آگے پیچھے ہیں ساری راتیں پہلے معراج کی رات آئی
 پھر شب برات آئی پھر لیلۃ القدر آئی تو یہ پرو گرام ہے اس بات سے متعلق کہ
 معراج کی رات سے اگر کوئی شش کریں جدوجہد کریں پابند حواس نکل کر آزاد
 حواس کی دنیا میں جائے کہ لڑے تو اس کی شب قدر جو ہے اس کی تیاری ہو جا
 تی ہے اور شب قدر میں اس کی جو اسپیڈ ہے رفتار ہے وہ اٹھ گنا ہو جاتی ہے
 جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ ہوتا ہے میں کہ بھئی آئندہ سال آئندہ
 سال کیا ہونا ہے ایک سال جو آئندہ سال ایک شب برات سے دو سری شب برات
 تک آئے گا یہ بھی پڑھا ہے سنا بھی ہے اپنے بزرگوں سے کہ وہ ایک درخت ہے اس
 کا پتہ جب جھڑ جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ اس کا آخری سال

اور وہ اللہ کو پیا راہو جا تا۔ یہ بھی ہے اس میں کہ انسان کی نیکی کا
 نیکی کی جزا بدی کی سزا اس کا تعین یوں ہو تا ہے اور ساتھ ساتھ یہ ہے کہ
 اگر اللہ تعالیٰ کے لئے اس نے ایثار کیا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اس نے خرچ کیا ہے
 تو اس کے بھی اللہ تعالیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ دس دنیا ستر آخرت اس کا بھی
 حساب کتاب ہو تا ہے اور اس حساب کتاب کا اس کے بجٹ میں اس کے بجٹ
 میں ہی دسویں صدی ہٹا دیا جا تا ہے یا اس کے بجٹ میں دسویں سے دس
 گنا بڑھا دیا جا تا ہے تو ایک شب برات کی ایک مختصر سی تعریف ہے اب رہا
 کہ اس رات میں عبادت کر نہ کا کیا فائدہ ہے یا اس رات میں عبادت کر نہ کا
 فائدہ ہو تا ہے تو وہ کس طرح ہو تا ہے تو یہ سمجھا جا تا ہے کہ شب برات
 مینوافل پڑھی جائے طوبہ استغفار کیا جائے تو اس سے جو بجٹ بنتا ہے اس سے
 جو تمام اللہ تعالیٰ کے بند، توفیق والے بند، یڈمنسٹریشن والے بند، اللہ کے نائب
 اور خلیفہ جو لوگ ہیں وہ جو پروگرام بنا رہے ہیں تو اس کا فائدہ اس رات کا
 بجٹ میں بنتا ہے میں تو یہ بات جو ہے صحیح نہیں ہے اس میں آپ کو اس طرح
 سوچئے میں بات تو یہ ہے کہ وہ بجٹ تو پورے سال کا بن گیا اس رات میں جو
 آپ عبادت کریں گے اس رات میں جو آپ کھا نا پکا ئیں گے اس رات میں جو آپ
 کام کریں گے اس رات میں جو آپ غریبوں کی مدد دے میں غریبوں کیساتھ
 دیانت کریں تو اس رات کا فائدہ اگلے سال پہنچے گا اب یہ نہیں ہو سکتا کہ
 ایک آدمی نے فرض کیجئے سارے سال تو اللہ کی نافرمانی کی اور اس کے پورے
 سال کا بجٹ رکھا ہو سامنے اب وہ ساری رات آپ نے اللہ کی عبادت میں
 گزار دی اور صاحب ٹھہرے نہیں وہ ایک آدمی نے شروع کر دی اب اس کا بجٹ
 ادل بدل کر دیا جائیگا نہیں ہو تا اس رات کا فائدہ آپ کو ضرور پہنچے گا لیکن
 اگلے سال پہنچے گا اگلے سال میں جناب آپ کی پہنچے ہو گی اس سال میں تو
 جو کچھ پچھلے سال آپ کر چکے ہیں اچھا یا برا اس کے حساب سے اس کو تعین
 ہو جا ئے گا جزا کا بھی سزا کا بھی ہے وسائل میں کمی کا بھی وسائل میں
 زیادتی کا بھی اب دیکھئے کوئی آدمی زیادہ سے زیادہ خرچ کرتا ہے اس میں کو
 ئی نمائش نہیں ہوتی کچھ نہیں ہو تا صرف وہ اللہ کے لئے خرچ کرتا ہے تو
 اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے دس دیتا ہے دنیا میں اور ستر دیتا
 ہے آخرت میں تو اب اس کو آپ دینا سمجھئے کہ اللہ دیتا ہی دیتا ہے اللہ کا ایک
 حساب کتاب ہے اب اگر ایک جگہ اللہ کے لئے خرچ کر نہ کی ضرورت ہے مثلاً
 ایک آدمی بھوکا ہے اسے بھوک لگ رہی ہے وہ روٹی کے لئے آپ سے سوال
 کرتا ہے آپ اسے روٹی نہیں دے لے تو اب اس کا یہ ہو گا کہ اس سال سے آپ
 کے جس طرح ایک روپیہ خرچ کر نہ سے دس گنا آپ کے وسائل میں اضافہ
 ہوتا ہے اسی صورت سے آپ نے اللہ کے لئے خرچ نہیں کیا تو آپ کے وسائل میں
 سے دس گنا کٹ جائیں تو یہ بات غور طلب ہے کہ سلسلہ میں حضور
 قلندر بابا اولیاء سے میں نے کئی بار سوال کیا سمجھ نہیں آتا تھا تو انہوں نے ایک
 مثال دے کر بیان کیا کہ بھئی تم ایک دو ست کے یہاں جا تے ہیں جیسے سب لوگ

جا ئے ہیں اپنے دوستوں سے ملنے تم بھی ایک دوست کے یہاں گئے ہو اور تمہارا
 ذہن میں یہ بات آگئی کہ بھئی میں اپنے دوست کے پاس جا رہا ہوں مجھ سے
 نہایت اخلاق سے پیش آئے گا مجھ سے اپنے گھر میں بیٹھا ہے گا اور مجھ سے ایک پیالی
 چائے پلائے گا تو اب وہ ایک پیالی چائے کی قیمت آپ ایک روپیہ رکھ لیں یعنی
 میں جب کسی کے گھر گیا تو میں نے اپنے دوست سے یہ توقع قائم کر لی کہ میرا
 دوست میرے لئے ایک روپیہ خرچ کرے گا یا ایک روپیہ خرچ کرے تو اس دوست
 کے چائے نہیں پلائے ایک روپیہ خرچ نہیں کیا تو اس دوست کا کچھ نہیں ہوا
 کچھ حساب کتاب نہیں ہوا اب میں اپنے گھر چلا آیا اب مہینہ میں دو مہینہ میں
 دو سرے دن سال بھر میں دس سال میں کبھی اب وہ دوست جو وہ میرے
 گھر آگیا اب اس نے یہ توقع بھی نہیں کی میاں کو چائے پلائوں لیکن میں نے
 اس کو چائے نہیں پلائی تو میرے وسائل دس گناٹ جائیں گے کیوں کہ جا ئے
 گا اس لئے کہ جا ئے گا میں نے دوست سے توقع قائم کی جب میں نے اپنے دو
 ست توقع قائم کی وہ پوری کرے یا نہ کرے اس کے حقوق میرے اوپر قائم ہو جا
 ئے ہیں میرے دوست نے توقع قائم نہیں کی توقع میں نے قائم کی اب جب میں
 نے اس سے ایک روپیہ کی توقع قائم کر لی تو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق اس
 کے حقوق میرے اوپر متعین ہو گئے تو شب برات میں یہ سب چیزیں زیر بحث
 آتی ہیں اور اسی حساب سے وسائل میزبانی ہو جاتی ہیں یا وسائل میکم
 ہو جاتی ہیں اب یہ کہ شب برات میں یہ کیوں ہو تا تو اس کا ایک نظام ہے
 اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے میں جو تم اپنے لئے چاہو اپنے بھائیوں کے لئے چاہو یعنی
 جو اپنے حقوق اپنے بھائیوں کے ساتھ ان بھائیوں کے اب اسی صورت سے اللہ سے
 وابستگی بھی کر سکتے ہیں کہ اللہ ہمیں کیڑے دے اللہ ہمیں روٹی دے اللہ
 ہمیں بچے دے اللہ ہمیں عزت دے اللہ ہمیں نوکری دے اللہ ہمیں کاروبار دے تو
 جب آپ نے اللہ سے توقعات وابستہ کیتو اور جب تک کوئی بندہ اللہ کے حقوق پو
 رہے نہیں کرے گا تو اس وقت تک وہ قانون جو ہے اس کی تلافی اس طرح ہو
 گی کہ اگر وہ اللہ کے قانون پورے نہیں کرے گا اس کے وسائل میں کمی ہو تی
 چلی جائے گی اور اگر وہ اللہ کے حقوق پورے کرے گا تو اس کے وسائل میں اضافہ
 ہو تا چلا جائے گا اب اللہ کے حقوق کیا ہیں اب اللہ یہ چاہتا ہے کہ بھئی
 میں اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہوں یا اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنی مخلوق سے
 محبت کرتا ہوں اور میں نے اپنی مخلوق کو محبت کے ساتھ تخلیق کیا اور اس
 محبت کو اللہ تعالیٰ پورا بھی کرتا ہے دیکھئے ابھی بچہ پیدا بھی نہیں ہوا تو اللہ
 تعالیٰ اس کے لئے وسائل پہنچا پیداکر دیتا ہے ماں کے دل میں محبت ڈال دیتا ہے
 باپ کے دل میں محبت ڈال دے گا اور نانی دادی پھوپھی یا چچا سب کے دل میں
 اللہ تعالیٰ محبت ڈال دیتا ہے بچہ ہو نہ ہو پہلے اس محبت کی بنیاد پر بچہ کی
 پرورش ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ بڑا کرتا ہے با شعور کرتا ہے قد میں اضافہ
 کرتا ہے اس کی نسلیں چلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیوں کہ محبت سے یہ سارے کام
 کر رہا ہے اور اس کے پیچھے محبت ہی محبت ہے اب اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے

میں جس طرح اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہوں اسی طرح بندہ بھی آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں تو اگر بندہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں تو بندوں کے دو کھ درد میں شریک ہونگے مثلاً کئی کھا نہ پینے کی ضرورت ہے غریب لوگ ہیں تو اب آپ نہ دیگیں پکا ئیں اور لوگوں کو کھلائیں اللہ کے لئے اب آپ دیکھئے اللہ نہ روئی نہ میں کھا ئی اللہ نہ آپ کے چا ول نہ میں کھا ئی اللہ نہ آپ کا مٹھا حلو نہ میں تھالیکن کیوں کے آپ نہ اللہ کے لئے اللہ کی مخلوق سے محبت کی اس لئے اللہ نہ آپ کے اس امر کو قبول کر لیا اور یہ کا سب آپ کے لئے ہے سارا کا سارا اس نہ انعام کر دیا تو شب برات میں یہ سارا حساب کتاب ہوتا ہے سال کے سال اور کچھ اس طرح اس کا پروگرام ہے اگر آپ روحانی نقطہ نظر کو دیکھیں تو روحانیت میں تو آپ کو یہ نہیں ملے گا لیکن روحانی جو باتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ ہر انسان کا پروگرام تیس سال کا ہوتا ہے یعنی جب بھی کوئی آدمی اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اس کا تیس سال کا پروگرام ہوتا ہے اور پھر وہ تیس سال جو ہے دس دس سال میں تقسیم ہوتا ہے کبھی پانچ پانچ سال میں تقسیم ہوتا ہے پھر وہ ہر سال اس کی تشدید ہوتی ہے اور ہر سال تشدید میں وہ وسائل میں کمی زیادتی ہوتی ہے اچھا وسائل سے مراد جیسا ہم سمجھتے ہیں یہ نہیں ہے کہ ہمارے پاس بہت سارے ایک لاکھ روپے ہوں کہ میں سے دو لاکھ روپے ہوں فیکٹریاں لگ گئی کاروبار ہو گیا وسائل میں ساری چیزیں شامل ہیں مثلاً صحت، مثلاً عزت، مثلاً اولاد، مثلاً والدین کاروبار وغیرہ وغیرہ علم یہ ساری چیزیں جو ہیں وسائل میں آتی ہیں وسائل سے مراد یہ سکون اچھا تو زندگی اچھی گزر جائے تو ایک آدمی کے پاس کروڑوں روپے ہیں اور اس کے پاس سکون نہیں ہے تو یہ کروڑوں روپے بہ کار نہیں آتے کار نہیں آتے اب اب شہنشاہ ایران ابھی زیادہ دیر نہیں گزاری آپ نہ دیکھا ہے اس سے بڑا تو کوئی امیر ہی نہیں تھا کس طرح خوشی کے سے مر گیا ایسے وطن کا کیا فائدہ ایسی بادشاہت کا کیا فائدہ کہ اپنے وطن میں ایک زمین بھی نصیب نہ ہوئی ہو تو یہ بھی وسائل میں آتا ہے ساری چیزیں وسائل میں تو یہ ایک نظام ہے اللہ تعالیٰ کا جو ہر سال اس پروگرام کی تشدید کرتا ہے یعنی اس پروگرام کی بجٹ کر دتا ہے اس بجٹ میں عام طور سے یا بجٹ کا لفظ اسلام میں لیا جاتا ہے کہ بھئی حساب کتاب چیزیں مانگی ہو نگی سستی ہوں گی لیکن اللہ تعالیٰ کا جو بجٹ ہے اس نہ پوری زندگی جو احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے یعنی پیدا ئش والدین جو بھی آپ کی دنیاوی ثقافتیں ہیں اب اس میں ممکن ہے کسی بھائی کے ذہن میں یہ سوال آیا ہو گا کہ صاحب تیس سال کا پروگرام بنتا ہے یاں تو بچہ پیدا ہوتا ہے ایک دن میں مر جاتا ہے بچہ پیدا ہوتا ہے چھ سال میں مر جاتا ہے دو سال میں مر جاتا ہے تیس سال تو دیکھنا نصیب ہی نہیں ہوتا تو یہ صورت حال اس طرح ہے تو پروگرام تو تیس سال کا ہی ہوتا ہے لیکن اس پروگرام کو تیس سال تک چلا یا بجا ئے یا تیس سال نہ چلا یا جائے مثلاً اس پروگرام کو بجا ئے اس کے دس سال پانچ سال

ایک ایک سال کر کے آگے بڑھا یا جائے تو اللہ تعالیٰ اور غور و تفکر کر دیا جائے اس کی مثال آدمی یوں سمجھئے کہ ایک بلڈنگ بنا رہے ہیں ایک بلڈنگ کی مہم نہ شروعات کی اور ہمارا یہ پروگرام ہے کہ بلڈنگ دس میں تیار ہو جائے گی ابھی مہم نہ بنیاد ہی رکھی ہمارا ارادہ ہی بدل گیا کہ اب بھئی بنیاد کو چھوڑ دو مہم بلڈنگ نہیں بنا رہے اب آپ کا ارادہ بدل گیا اب جب آپ کا ارادہ بدل گیا تو بلڈنگ جو بننا جو زیر بحث نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ کا بھی ایک نظام ہے بچہ پیدا کیا اب اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا اس دنیا میں رہے کیوں نہیں چاہتا یہ پھر الگ ہے اس کا بھی جواب ہے ایسی بات نہیں ہے یعنی رو حانیت جو ہے اس کا بھی جواب ہے لیکن بعض وہ کر دی جائے گی تو وہ تیس سال کا پروگرام ہے وہ ایک دن میں بھی ختم ہو سکتا ہے اور وہی تیس سال کا پروگرام ساٹھ سال نو سال اور ایک سو بیس سال بھی ہو سکتے ہیں بڑھتے بڑھتے اب ایسا بھی ہو تا ہے کہ سو سال ایک سو دس سال ایک سو بیس سال کی عمریں ہو جائے ہیں پھر اس میں ایک قانون الگ ہے کہ وہ تین سال کا جو پروگرام اللہ تعالیٰ نے بنایا اب آپ کہ اس تین سال کے پروگرام میں جو فیلنگ ہوئی ہے آپ کی تین سالہ زندگی کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فیلنگ دی ہے رو حانی طور پر رو شنیوں کے ذریعہ آپ ان رو شنیوں کو دس سال میں خرچ کر رہے ہیں پندرہ سال میں خرچ کرتے ہیں یا وہ پندرہ سال کی جو زندگی ہے اسے آپ ساٹھ سال میں خرچ کر رہے ہیں اگر کسی آدمی کے اندر سکون ہے اگر کوئی آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی ایسا تعلق ہے کہ اس کین اندر استغناء ہے توقع ہے بھروسہ ہے تو دیکھئے اس کے اوپر سکون ہو گا دنیا اس کے اوپر مسلط نہیں ہو جائے تو جتنا آپ کے اوپر سکون ہو گا اور دنیا مسلط نہیں ہو جائے گی تو اسی کی مناسبت سے وہ بیمار کم ہو گا اور جتنا بیمار کم ہو گا اسی مناسبت سے اس کے اندر کیٹگری ہے جو ذخیرہ ہے انرجی کا وہ زیادہ دن چلا گا گاڑی ہے اس میں آپ فل ٹینک بھر والیں آپ اس کو تیز چلائیں گڈوں میں بھی ڈال دیں اوپر بھی چڑھا دیں یہ نہ دیکھیں بھئی گھیر لگا نہیں لگا ادھر ٹکر مار دے ادھر ٹکر مار دے اس کا نتیجہ کیا ہو گا کہ جس گاڑی کی عمر دس سال ہے وہ دس مہینے بھی مشکل سے چلائے گی حالانکہ آپ نے اس میں پٹرول تو پورا ڈالا ہے اب وہ انرجی کا نظام ہے جو بھلے الگ ہے پورا ایک نظام ہے وہ جو انرجی اللہ تعالیٰ نے زندگی گزارنے کے لئے آپ کو دی ہے آپ اس کو کس طرح استعمال کر یاگر آپ اس کو اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق سادگی کے ساتھ محبت کے ساتھ حسد اور نفرت سے بٹ کر زندگی گزار رہے ہیں تو آپ کی وہ جو انرجی ہے سارے دن چلائے گی اور آپ کی عمر میں اضافہ ہو تا چلا جائے گا یہ جو بتایا جا تا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں عمر کا تعین ہے بس سال کا اسی کوئی رو حانیت اس کی تشریح نہیں کرتی رو حانیت میں یہ ہے مستقرون و ماعون الیٰ حین ... کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہیں یہاں ایک وقت معین تک ایک زمانہ تک تمہیں یہاں رہنا ہے مستقرون ... ایک زمانہ تک تمہیں ٹھہرنا ہے اب زمانہ

جو ۱۱ و ۱۲ زمانہ ۱۱ ایک زمانہ ۱۱ زمانہ دس سال کا بھی ۱۱ اور زمانہ ۱۱ پچاس سال کا بھی ۱۱ تو وہاں یہ صورت نہیں ۱۱ اللہ تعالیٰ نے یہ دن لکھ دیا ۱۱ ایک سال ایک مہینہ ۱۱ ایک دن ایک گھنٹہ ۱۱ ایسا روحانیت میں نہیں ۱۱ بلکہ وہ جو آپ کو انرجی اور ذخیرہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا دیکھئے عام بات مشاہدہ کی ۱۱ کہ جو لوگ زیادہ بیمار رہتے ہیں ان کی عمر کم ہو جاتی ۱۱ جو لوگ زیادہ صحت مند ہوتے ہیں ان کی عمر زیادہ ہوتی ۱۱ وہاں کوئی چیز ابھی ایسی ایجادات ہوڑھ ہوڑھ آدمی سو نہیں پہنچی جہاں عمریں بہت زیادہ ہوتی ہیں ۱۱ سو سال کے ایسی بھانگے بھاگے پھر تہاں جناب صورت یہ کہ ہمارے چالیس سال کا نوجوان بچہ معلوم ہوتا ہے بوڑھا ہے کی طرح سفر شروع ہو گیا نہ چل سکتے ہیں نہ پیر میں ہمت ہے یعنی اتنے سال کی انرجی اس کی احتیاط کریں اس کا خیال رکھیں اس کے حساب سے خیال نہیں رکھتے اس کے حساب سے صحت کمزور ہو جاتی گی جیسے جیسے صحت کمزور ہو جاتی گی تو اندھن زیادہ لگے گا اب جیسے کہ ایک گاڑی پرانی ہے اس میں پٹرول زیادہ خرچ ہو گا کیوں بھئی یا کم ہوتا ہے اور ایک نئی گاڑی آپ احتیاط سے چلا ئیں تو اتنے آدمی نے اپنی گاڑی تو خود ہی خراب کر لی جگہ جگہ اس نے سو راسخ کر دئے چھپت کر دئے ظاہر ہے ملکیت ہو جاتی ہے اب وہ آدمی کے اوپر کم ہو جاتی ہے تو یہ ایک سلسلہ ہے وسائل کی تقسیم کا ہم اس رات میں پڑھنا کہتے ہیں اس رات میں حضور قلندر بابا اولیاء نے یہ بتایا جاتا ہے وہ یہ تھا کہ دورد شریف پڑھا جاتا ہے نوافل زیادہ سے زیادہ پڑھیں جائیں اور سورہ کوثر کا ورد زیادہ کیا جائے انا اتنا کل کوثر... اور دو سری بات یہ کہ محض یہ جسمانی وردش یہ ورزش ہے بلکہ اپنے غریب بھائیوں کی امداد کی جائے کھانا پکا کر لوگوں میں تقسیم کیا جائے کہ میں وہاں کے غریب بھائی میں ان کی مدد کی جائے بچیوں کی اگر شادیوں رک رہی ہیں جہیز کی وجہ سے ان کو جہیز دیا جائے جتنے بھی کام ہیں ہر باپ اپنی بیٹی کے لئے اور اپنے بیٹیوں کے لئے انتظام رکرتا ہے شادی کا تو اسی صورت سے آپ کے بھائیوں کا بھی فرض ہے اس میں عملاً جو ہے عملاً محض پڑھنے قرآن تک نہیں بلکہ عمل ایسا ہونا چاہیے جس میں آپ کی جیب بھی ملے ہو اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا اللہ حب... اللہ سے محبت کرنے والے لوگ اللہ کے راستے میں پیسے خرچ کرتے ہیں مال خرچ کرتے ہیں ہاں صورت یہ ہے کہ نفلیں پڑھ لو بس مانگتے ہی رہو اللہ سے اللہ کو کچھ نہ دو تو یہ بری بات ہے مثلاً میں ہر وقت کہہ دو لاؤ جی دوس رو پہ دو لاؤ جی پانچ رو پہ دو لاؤ جی سو رو پہ دیئے دواور آپ کبھی میرے پاس آئیں میں آپ کو ایک پیالہ چائے بھی نہ پلاؤں آپ کہیں گے عجیب ہے وقوف آدمی ہے انا ہی چھوڑ دیں گے اب اس میں ایک لطیف ہے حضور قلندر بابا اولیاء نے مجھے سنا یا تھا کہ ایک پیر صاحب تھے ان کے پاس بہت آدمی آتے تھے اور وہ اتنا زیادہ رش ہو گیا کہ وہ بچا رہے نہ نماز کے رہے نہ روش کے رہے نہ سبق کے رہے نہ مراقبہ کے رہے بڑے پریشان ہو گئے اور پریشان ہو گئے

اپنے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا کہ حضور میں تو بڑا پریشان ہو گیا ہوں میں مراقبہ کر سکتا ہوں نہ میں صبح وقت پر کھانا کھا سکتا ہوں نہ میں اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہوں جب دیکھو آدمی سوار جب دیکھو آدمی سوار تو یہ رات نہ سکوئی دن نہیں کوئی وقت نہیں اور سب سے بڑی مصیبت تو یہ کہ میرے جو اپنے معاملات جو ہیں وہ گڑبڑ ہو گئے سارے تو انہوں نے کہا بھئی تم میں ایک ترکیب بتاؤ میں دیکھو اللہ میاں تمہاری مدد کرے گا وہ ترکیب یہ کہ تمہارے پاس غریب امیر دونوں ہی آتے ہیں تو کہہ ہاں جی دونوں ہی آتے ہیں تو کہہ لگے ایسا کرو

جو غریب آئے وہ کہہ میرے لئے دعا کرو اور جو پاس بیٹھا ہو کہہ امیر اس سے کہہ دینا اس کو پیسے یہ اپنا کاروبار کرے گا اور کہہنا بئی یہ ادھار دئیے ہیں اور انہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا تو ایک وقت ایسا آیا کہ وہ گئے پھر اور کہا حضور میتو مکھیاں ہی ما رتا ہوں یہاں کوئی آتا ہی نہیں انسان انسان کی دوا ہے کوئی تو آئے تو انہوں نے کہا بھئی کیسے آئے گا اب جس سے تم نہ پیسے لیکر دئیے ہیں وہ تو اس لئے نہیں آ رہا کہ

کہ صاحب اور مانگے گئے اور جس کو تم نہ دلا وائیں ہیں وہ اس لئے نہیں آ رہا کہ واپس دینے پڑے گئے تو جب اللہ کے لئے جب آپ اللہ سے مانگتے ہیں تو اللہ کے لئے خرچ بھی کرنا چاہیے اب اللہ کے خرچ میں توفائے ہی فائدہ ہے اچھا پھر یہ کہ آپ اللہ کے لئے کچھ خرچ کرتے ہیں تو اللہ کوئی کھانا تو نہیں کھاتا تو سب سے بڑا عمل تو یہ ہے آپ اپنا مال خرچ کریں اللہ کی مخلوق کے لئے اور آپ کہیں جی کہہاں کریں تو ایسا نہیں ہے ہر خاندان میں آپ کو ایسے لوگ ضرور ملیں گے کہ جو امداد کے مستحق ہیں کھانا پکانے لوگوں کو کھلائیں یہ بھی ہو سکتا ہے آپ کھانا پکانا کھانا نہ دس بیس گھروں میں اچھا کھانا مل گیا لوگ خوش ہو گئے اور آپ یہ دیکھئے اللہ میاں کھانا کھلانے سے بڑے خوش ہوئے میتو اس میں یہ کہہ اس میں عبادت بھی کریں عبادت کے ساتھ ساتھ اللہ کے راستے میں خرچ بھی کریں اب اللہ کے یہ شمار راستے ہیں اب جس کے کہیں شادی ہے بیاہے تعلیم ہے کوئی مسجد ہے کنواں ہے جو بھی ہے جتنے بھی ہے دو سراہے کے مراقبہ بھی کرنا چاہیے سورہ کوثر پڑھ کے وقف وقف سے بھئی مراقبہ کر لیا تھوڑی دیر یا نہ دس منٹ اللہ کی طرف دھیان لگا کر بیٹھ گئے کہ بھئی اللہ کے دربار میں ہم حاضر ہیں اللہ میاں میں دیکھ رہا ہے کبھی یہ تصور کر لیا کہ بھئی اللہ تعالیٰ عرش پر ہیں ہم عرش کے نیچے ہیں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں تو یہ سوچنے میں جو ہے وہ بھی ایک عبادت ہے اور سورہ کوثر زیادہ پڑھیں دورد شریف کثرت سے پڑھیں اور اللہ آپ کا بھلا کرے مراقبہ کریں قرآن شریف کی تلاوت کریں اور اس کے ساتھ ساتھ پہلی رات آئے تمام غریب کے لئے خرچ کریں خرچ کر نہ کی عادت ڈالیں اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 90

Track 2

Time 23:28

۲۔ قسمت کا انسانی زندگی میں کیا عمل ہے ؟

یہ پہلا بھی ایک دفعہ سوال آیا تھا یہ ہمارا ایمان ہے اور عقیدہ ہے کہ جو کچھ
ہمارے ہاں ہے وہ رزق ہے یا ہمارے ہاں ہے یا ہمارے چکا ہے وہ سب اور حضور پاکؐ کا ارشاد ہے
وخلقنا... یعنی اللہ تعالیٰ نے جتنی کائنات بنائی اور کن کے اور کن میں ساری
چیزیں جو ہیں شامل ہیں مثلاً انسان کے ہاں پیدا ہو گا اس کی عمر کتنی ہو گی
اس کی زندگی میں جو وسائل ہیں وہ اس کے کتنے وسائل فراہم کئے جائیں گے یہ ساری
چیزیں جو ہیں وہ لکھی ہوئی ہیں لیکن یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ انسان کچھ
نہیں کرے گا نہ کر سکے گا لیکن اس کو سارے وسائل فراہم کئے جائیں گے اور
زندگی کی جتنی بھی ضروریات اور زندگی کے جتنے بھی تقاضے ہیں سب فراہم
ہو نگاہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زندگی گزارنے کے دو طریقے ہوں گے اور ایک
طریقہ تو یہ ہے انسان جدوجہد اور کوشش کرے اور جدوجہد اور کوشش
کے نتیجے میں اس کے وسائل حاصل ہوں گے یہ پھر وہ زندگی گزارتا ہے پہلی
صورت تو یہ ہے کہ انسان کوئی جدوجہد کوئی کوشش نہیں کرتا اور زندگی
گزارنے کے سارے وسائل اس کے فراہم کئے جاتے ہیں انسان جب پیدا ہوتا ہے تو
چھوٹا سا بچہ ہوتا ہے انسان چھوٹا سا بچہ ہو کر بڑا ہوتا ہے تو یہ
انسان تیرا چودہ سال کی عمر تک ایسی زندگی ہے جس میں کسی قسم کی
جدوجہد اور کوشش وسائل کو حاصل کرنے کے لئے نہیں کرنی پڑتی اب چھو
ٹا بچہ ہے وہ دھودھ بھی پیتا ہے اس کو کپڑے بھی چاہیے اس کو گھر بھی چاہیے
اس کی نگہداشت کے لئے آدمی بھی چاہیے ہر وقت چوبیس گھنٹے لیکن اس
کی اپنے لئے کوئی ضروریات نہیں ہوتی اور ہر چیز میں اس طرح کی موثر
ہوتی ہے جس طرح بڑھ رہا آدمی کو جدوجہد اور کوشش کرنی پڑتی ہے یہ
والدین کے اندر ہے پیدا ہو جائے گا کہ بچوں کے لئے کپڑے بنائے ہیں بچوں کے لئے
جو بھی چاہیے بچوں کے لئے چوڑیاں بھی چاہیے جو بھی ضروریات ہیں اور وہ
تمام ضروریات اسی طرح پوری ہوتی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اچھی طرح
ح آدمی کو شش کرنا ہے اور کوشش کر کے ایک آدمی جب بالغ با شعور بن جائے
تا کہ پڑھنے لکھنے جاوے اس کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ میں نے جدوجہد نہیں
کی میں نے کوشش نہیں کی تو میری زندگی جو ہے وہ ادھوری رہی جائے گی

زندگی کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ میں کو شش کروں کاروبار کرو محنت مزدوری بھی کروں کچھ بھی کروں اور وہ محنت مزدوری بھی کرتا ہے کہ رو بار بھی کرتا ہے جدو جہد بھی کرتا ہے اور جتنی کو شش کرتا ہے اسی مناسبت سے اس کو اللہ تعالیٰ وسائل دیتا ہے اور وہ ان وسائل کا فائدہ اٹھاتا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ ہر انسان یہ بات سوچنے پر مجبور ہے کہ اس کی آدھی زندگی جو ہے آدھی زندگی جو ہے وہ وسائل کے لئے ہے پوری آدھی زندگی مثلاً اگر تیرا چودہ سال کی زندگی اگر آپ لگا دے ہیں اگر تیرا چودہ سال میں ہم وہ لگائیں رات کو سو نہ کا رات کو سوتا ہے آدمی صبح کو بیدار ہوتا ہے تو حساب کتاب میں یہ بات آتی ہے کہ اگر آدمی کو اسی سال عمر ہے تو چالیس سال عمر جو ہے اس کی کچھ نہیں کرتا اور سب کچھ معین ہے چالیس سال زندگی ایسی ہے کہ وہ کو شش کرتا ہے بھاگ دوڑ کرتا ہے کہ جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ اس کو روکا ہے رکتا ہے کہ صاحب اب قسمت جو ہے وہ دو طرح ہے۔ ہوتی ہے ایک صاحب نہ سوال کیا جب قسمت ہی سب کچھ ہے تو آدمی کی جدو جہد اور کو شش چاہے وہ رو حانیت میں ہو چاہے وہ ذمہ داری پر ہو کسی بھی صورت میں وہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے اب یہ آپ کے سامنے بات آگئی ہے ایسی بات ہے کہ نہ اس میں کسی قسم کا تجربہ کر نہ کی ضرورت ہے نہ کسی کی تاریخ حالت کی ضرورت ہے ہر آدمی اتنے ما شا اللہ بیٹھے ہیں بچپن سے بڑے ہوئے ہیں اچھا جب بڑے ہو گئے اب اس کے سامنے بچے ہیں ان کی زندگی کا مطالعہ کیا تیرا چودہ سال کے پندرہ سال کے سو لے اٹھا رہے سال کے ہیں ہم آپ میں لگے رہتے ہیں کہ اچھی صحبت میں بیٹھیں بری صحبت میں بیٹھیں پڑھنے کیوں نہیں گیا کتا ہیں ان کو دینی ہے بستے ان کو دینا ہے یونینفارم ان کو دینی ہے کھانا نہ میں کھا یا تو کیوں نہیں کھا تا دیر میں سو باتوں کیوں سو یا رات تک سو تا رہا تو کیوں دیر تک سو رہا اب یہ اس میں بچے اس میں خود خوشی نہیں کرتا اب اللہ تعالیٰ ان بچوں کے لئے ایک ذریعہ بنا رہے ہیں والدین کے لئے تو والدین ذریعہ بن رہے ہیں بچوں کے لئے بچوں نے کوئی جدو جہد نہیں کی تو اب یہ ہوئی کہ ایک تو قسمت ہے کہ آدمی کچھ بھی نہیں کرتا اور اسے ہر چیز مل جاتی ہے دو سری قسمت ہے ہوئی کہ آدمی کوشش کرتا ہے تو اسے کبھی زیادہ وسائل حاصل ہو جاتا ہے میں کبھی کم وسائل حاصل ہو جاتا ہے میں اب زیادہ وسائل حاصل ہو نہ میں اور کم وسائل حاصل ہو نہ میں بھی اگر غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو لوگ زیادہ جدو جہد کرتے ہیں زیادہ سلیقہ سے کام کرتے ہیں زیادہ نرم سے کام کرتے ہیں ان کو کامیابی زیادہ ہوتی ہے مثلاً ایک آدمی نہ دوکان کھولی ہوئی ہے اور وہ گیارہ بجے کھول رہا ہے کبھی بار بجے کھول رہا ہے کہ میں اس نے دوکان کھول لے لی نہیں مال بھرا پڑا ہے ہر چیز ہے اس کے مقابلے میں ایک اور دوکان ہے وہ اتنی بڑی دوکان نہیں ہے وہ ٹھیک وقت کی پابندی سب اپنی طنبو بجے دوکان کھولتا ہے اور وقت کی پابندی سے شام کو بند کرتا ہے تو ظاہر ہے اس کے

پاس مال کم ہے لیکن ظاہر ہے زیادہ کامیاب ہو گا با نسبت اس کے جو وہ
 کا رو باری اصول پورے نہیں کر رہا ہے کا رو باری ضابطوں پورے کر رہا ہے اس
 کچھ لوگوں کو آپ نے دیکھا ہو گا محنت مزدوری کی دو پیسہ دے دئے وہ اس
 انتظار میں ہے کہ پیسہ خرچ ہو جائے پھر کام کریں ایسا ہوتا ہے کہ شور
 مچا دیا اب تو آٹا بھی نہیں رہا، ابط تو لکڑی بھی نہیں رہی اب تو گھی بھی نہیں
 رہا بچوں کا کیا... اچھا بھئی اب وہ کہیں مزدوری کی اور گھر میلا کر راشن
 ڈال دیا ایسے لوگ بھی آپ نے دیکھے ہوں گے ایک کا رو بار سے ہٹتے ہیں تو
 دوسرا شروع کر دیتے ہیں دو سرے سے تیسرا شروع کر دیتے ہیں تیسرے سے چو
 تھا شروع کر دیتے ہیں میل بنا لیتے ہیں کوڑیاں ان کے ذہن میں ہی یہ کام
 کام بس کام تو یہ دنیا جو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں یہ آپ نے سنا ہو گا کہ یہ دنیا
 عالم وسائل ہے عالم اسباب ہے یہ دنیا جو ہے اس کو عالم اسباب بھی کہتے ہیں
 عالم وسائل بھی کہتے ہیں یعنی یہاں زندگی گزارنے کے لئے اسباب کی بھی
 ضرورت ہے اور یہاں زندگی گزارنے کے لئے وسائلوں کی بھی ضرورت ہے اب
 اس کو یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بہت بڑی زمین جو ہے پوری جو
 زمین ہے یہ اللہ میاں کا ایک دستر خوان ہے جیسے ہم فٹا فٹ دستر خوان بچھا
 لیتے ہیں اس پر پانچ چھ قسم کے کھانے لگا دیتے ہیں اب یہ ساری زمین جو ہے
 اللہ کا دستر خوان ہے اب اس میں پیسہ بھی ہے، اب اس میں میل بھی ہے، اب
 اس میں گھر بھی ہے، اس میں کا رو بار بھی ہے، اس میں آفس بھی ہے، اس
 میں دوکانداری بھی ہے دیکھئے جو بھی کچھ آپ کریں گے اس میں زمین سے
 ہر نہ بیکریں گے جو بھی کچھ کرنا ہے اس زمین کے اندر کرنا ہے اور جو بھی
 کچھ کرنا ہے اس زمین سے ہی حاصل کرنا ہے ہر سے نہیں آئیگا اگر آپ
 میل لگائیں گے دیکھئے اس میں آپ کپڑے کا میل لگانا چاہتے ہیں اس میں ایٹیں
 بھی زمین سے بنیں گی کپاس وہ بھی زمین سے ملیں گی ٹکنیں جو آپ بنا رہے ہیں
 وہ لوہے کے بنتے ہیں لوہا بھی زمین سے ہی نکلتا ہے آگ وہ بھی زمین سے ملے
 گی پانی وہ بھی آپ کو زمین سے ہی ملے گی کوئی چیز زمین سے باہر نہیں
 تو کوئی چیز جو ہے وہ زمین سے باہر نہیں اب یہ سارا اللہ میاں کا دستر
 خوان ہے اب جتنے بڑے اللہ میاں اتنا بڑا ن کا دستر خوان بھی ہو گا تو یہی جو ایک
 قسمت ہے قسمت کی صورت یہ ہے کہ ایک پورا دستر خوان اللہ تعالیٰ کا پھیلا
 ہوا ہے پوری زمین پر جتنی بھی بڑی زمین ہے اب اللہ تعالیٰ جو ہے کسی کو
 مانا نہیں کرتے وہ دستر خوان پھیلا یا ہی اللہ تعالیٰ نے لنگر عام ہے دیکھئے نہ
 آپ ایک لنگر کرتے ہیں دن رات آپ کے تجربے میں دستر خوان بچھا ہوا ہے اب
 اس میں مسلم ہے غیر مسلم آئے غریب آئے امیر آئے کپڑے والا آئے سفید
 کپڑے والا آئے عورت آئے مرد آئے بچے آئیں آپ کسی کو مانا نہیں کریں گے آپ
 کہیں گے بھئی یہ لنگر ہے اس کے برعکس آپ شاہی کرتے ہیں آپ یہ نگرانی
 کرتے ہیں باہر کا کوئی غیر آدمی شامل نہ ہو جائے لیکن وہ ایک ایثار کے
 ساتھ ہے لیکن اگر بھئی کھانا کم پڑ گیا تو مہمانوں کا کیا ہو گا اگر باہر کے

لوگ آگئے انہوں نے کوئی ایسی بدتمیزی کی کہ جس کی وجہ سے وہ مانوں کے سامنے بے عزتی ہو گئی لیکن جب لنگر ہو آپ کے پیٹھی چلے جائیں دا تا صاحب کے یہاں چلے جائیں خواجہ غریب نواز کے یہاں چلے جائیں یا عبداللہ شاہ غازی صاحب کے یہاں چلے جائیں آپ اپنے گھر میں کر میں بھنگی آئے چوڑا آئے چمار آئے سید آئے شیخ آئے پٹھان آئے آٹو آؤ آؤ تو جب یہ انسان جب اپنا دسترخوان وسیع کر تا ہے تو اس کے ذہن سے یہ نکل جاتا ہے کہ کون آیا کتنا کھا گیا کیا لگ گیا تو اب یہ بھی ایک دسترخوان ہے اللہ میاں کا بھی ہے لنگر عام ہے اور اس لنگر میں کیا ہے لنگر میں پیسے بھی ہیں اس لنگر اس دسترخوان پر سونا بھی ہے پیاس دسترخوان پر بلڈنگیں بھی ہیں اس دسترخوان پر میل بھی ہے اس دسترخوان پر بہترین قسم کی قبریں بھی ہیں گتھیا قسم کی بھی قبریں ہیں اللہ میاں منع نہیں کرتے اب کام صرف اتنا ہے کہ اللہ میاں کتنا کام اٹھا ہے میں مثلاً چار میل تو دسترخوان پھیلا ہوا ہے اب شروع میں نام رکھتے ہوئے ہیں اب اللہ میاں کے ہیں ٹھیک ہے تم باری چیز ہے تم ہمارے جسم کے لئے کپڑا چاہیے ستر پوشی کے لئے تم اٹھالو تو ایک آدمی اپنی سہولت کے خاطر کون وہاں چار میل کیسے چلے جائے گا تو دوسرا آدمی کہتا ہے نہیں یار میں چار میل چلو گا ایک گھنٹہ ڈیرہ گھنٹہ بعد وہاں تو یہی قسم آپ یہ نہیں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ آدمی اب کوئی غریب رہے یا امیر بات یہ ہے کہ دسترخوان کے مطابق کوئی آدمی کتنا بڑتا ہے کتنی محنت کرتا ہے کتنا اٹھا تا ہے اب دیکھئے اللہ تعالیٰ پانی اب پانی بھی زندگی کا ایک ایسا زندگی کی تکمیل کے لئے ایک ایسی ضرورت ہے سب سے زیادہ اہمیت پانی کی ہے تین حصے پانی کے ہیں اللہ تعالیٰ نے پانی کا جو دسترخوان پھیلا یا اسی لئے زمینوں کے اندر چشمے اوپر چشمے بارش کنواں اتنا پانی اتنا پانی آپ کو دے دیا دسترخوان پر اللہ نے آپ کو سوچیں نہ یہ جو لہریں ہیں دریا ہے اللہ میاں کی دوسترخون پر سجے ہوئے ہیں اللہ میاں کے مٹکے پھر ہوا ہوا پانی کے بعد دوسری ضرورت آدمی کو ہوا کی ہے پھر یہ اللہ تعالیٰ کے دسترخوان پر ہوا بھی ہے اب آپ ایک کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جائیں مجھے باہر سے نہیں نکلنا تو ظاہر ہے ہوا نہ پہنچے گی لیکن ہوا کم ہے آپ باہر نکل کر آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر لمبے لمبے سانس لیں اب زمین ہے زمین بھی اللہ تعالیٰ کی ایک دسترخوان ہے اس میں آپ گیہوں بوئے ایک گیہوں کا دانہ آپ ڈالیں گے سیکنڈروں کے حساب سے آگے گئے تو قسمت جا جو تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے اس دسترخوان سے آپ کتنا اٹھا سکیں اور اس دسترخوان سے پھیلاؤ کے مطابق آپ کتنا چلتے ہیں کتنی محنت کرتے ہیں کتنی مشقت برداش کرتے ہیں تو جتنی محنت اور مشقت آپ برداش کریں گے تو جتنے یہ کروڑوں پتی لوگ ہوتے ہیں ان کا مقصد کچھ نہیں ہوتا یہی ہوتا ہے کہ میں فلاں میل فلاں میل کھا نہ کو ملا نہ ملا بیمار ہو پسلیاں خراب ہیں ایک گرد لگا ہوا دم روٹی نہیں کھا سکتے سو نہیں سکتے لیکن وہ اللہ میاں کا جو دسترخوان بچھا ہوا ہے اس میں

سمیٹنے میں مزدور چاہے پیسہ چاہے دولت چاہے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا اب ایک آدمی جو صبح کی فجر کی نماز پڑھتا فجر میں پھر جناب و عشاء کی پھر و تھوڑی سییر بعد ظہر کی نماز شروع ہو جاتی ہے ظہر کی نماز کے بعد قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیتا ہے پھر عصر کی نماز پڑھتا ہے پھر عصر کے بعد جو پڑھنا ہوتا ہے پھر مغرب کی نماز پڑھتا ہے پھر اوہین کی نفلیں پڑھنا شروع ہو جاتا ہے پھر عشاء آجاتی ہے اب بتائیے وہ دنیا کا کیا ہے اب قسمت اس کی کب خراب ہوئی اب یہ اللہ میاں نہ کہہا کہ تم جو ہوں فرشتہ بن جاؤ کہ میں نہیں کہہا تم فرشتہ بن جاؤ اللہ تعالیٰ نہ انسان بنایا ہے تو انسان بننے کا مطلب ہے کہ جو آپ کے جو فرائض ہی مطلب پانچ وقت کی نماز کے وہ بھی ایک ضرورت ہے وہ بھی اللہ میاں کے دسترخوان کا ایک وسیلہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز آپ اس لئے پڑھتے ہیں اس لئے پڑھتا ہے میں وہ آپ کو ضرورت ہے اگر پانچ وقت کی نماز نہیں کریں گے تو آپ کی روح بھوکی رہ جائے گی اور جب روح بھوکی رہے گی تو کمزور ہو جائیگا لیکن یہ کہ آپ عبادتیں کرتے رہیں تسبیح کرتے رہیں اور اللہ میاں کے دسترخوان پر پھیلی ہوئی نعمتوں کو جمع نہ کریں تو اس میں کوئی اللہ میاں کا دوش نہیں ہے نہ اسکی کوئی قسمت خراب ہے قسمت کا اصول ہے آپ جتنی جدوجہد کریں گے جتنی کوشش کریں گے اللہ میاں کے دسترخوان کے اوپر سے منع نہیں کر سکتے کوئی پیرا نہیں لگا ہوا جیسا میں نے لنگر کے بارے میں آپ سے کہہا ہے ایک آدمی لنگر کرتا ہے ایسا میں نے دیکھا ہے ہندوستان میں کہ جناب ایک جگہ آم رکھے ہیں ایک جگہ سیب رکھے ہیں ایک جگہ انگوٹھ رکھے ہیں میں نے ایسے لنگر دیکھے ہیں اب دیگیں اتر رہی ہیں اب جو آ رہا ہے اس نے سیب اٹھا کر کھا لیا جس نے آکر سنتر کھا لیا ہے نہ میں دیکھا کسی نے منع کیا ہے نہ کہتے ہیں یہ ہے ہی ان کے لئے منع کس کو کریں تو اللہ کے دسترخوان سے جو جو اٹھا لیتا ہے اب دو سری بات ہے کہ اس کی ایک روحانی اور اسلامی نقطہ نظر سے بھی تعمیر کا تعلق ہے اس کو سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ اسلامی اور روحانی نقطہ نظر سے تقدیر کی دو قسمیں ہیں کی گئیں ہیں ایک تقدیر تو وہ کہتے ہیں تقدیر مبرم اور دو سری تقدیر کو کہتے ہیں تقدیر معلق مبرم معنی جو سو ہے تو اب دیکھئے اب تقدیر مبرم کیا ہے تقدیر مبرم میں آدمی مجبور ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا جو دسترخوان بچھا ہوا ہے اس دسترخوان سے نعمتیں اٹھا نہ پر مجبور ہو گیا ہے اب مثلاً آپ سانس لیتے ہیں آپ سانس لے رہے ہیں لیکن اب جب آپ سانس لے رہے ہیں جو آکسیجن آپ کے اندر جا رہی ہے ظاہر ہے آکسیجن ہوا میں موجود ہے یعنی دسترخوان پر موجود ہے تو کوئی بند جب تک اس کی زندگی ہے وہ سانس لینے پر مجبور ہے وہ یہ چاہے صاحب میں سانس نہ لو تو یہ نہیں ہو سکتا کوئی بند جب تک اس کی زندگی ہے وہ روٹی کھانے پر مجبور ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ صاحب میں تو روٹی نہیں کھا سکتا یہ تقدیر مبرم ہے پانی پینے پر مجبور ہیں، سو نہ پر مجبور تقدیر مبرم ہے اب معلق کیا ہے کہ

ایک آدمی روٹی کھا نہ پر تو مجبور ہو ایک روٹی کھا کر زندہ رہ سکتا ہے اب وہ ایک روٹی کھا تا ہے یا چار روٹی کھا تا ہے یہ تقدیر معلق ہے اب آپ چاہیں ایک روٹی کھا کر زندہ رہ لیں یا چار روٹی کھا کر زندہ رہ لیں وہ آپ کو نہ ایک روٹی کھا نہ سہ منع کیا جائے گا اور نہ چار روٹیاں کھا نہ سہ منع کیا جائے گا چار روٹی کھائیں گے آپ موٹے ہو جائیں گے آپ کی صحت اچھی ہو جائے گی آپ طاقت ور ہو جائیں گے ایک روٹی کھائیں گے زندہ تو رہیں گے اسی صورت سہ کہتا ہے آدمی کہ میں تو بس دو گلاس پانی پیتا ہوں لیکن دو گلاس پانی پیئے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا پانی اسہ پینا پڑے گا یہ تقدیر معلق ہے اب وہ آٹھ گلاس پانی پیتا ہے ڈاکٹروں کہ حساب سہ یہ تقدیر معلق ہے اب یہ اس میں بنیادی فرق ہے جہاں تک زندگی کا تعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو ساٹھ سال زندہ رکھنا چاہتا ہے تو ساٹھ سال زندہ رہنے کہ لئے جو بنیادی ضروریات ہے وہ آدمی پوری کر نہ پر مجبور ہے زندہ ضرور رہے گا اب آپ نہ دیکھا ہو گا بہت سارے پاگل ہوئے ہیں بچا رہا کہ تو شوش و حواس ہی نہیں ہوئے عقل بھی نہیں ہوئی پتا نہیں کہہاں سہ کون انہیں روٹی کھلا دیتا ہے کون کپڑے بنا دیتا ہے زندگی کے معاملات چلتے رہتے ہیں تو مبرم میں آتے ہیں اور یہ معلق ہے ایک چیز ہے آپ کو ضرورت ہے آپ کو ضرورت ہے گھر کی جس میں چار کمرے ہو آپ کہیں گے جی چھوڑیں چار کمرے کون بنائے گا اتنی محنت کرنی پڑے گی دھوپ میں کھڑا ہونا پڑے گا یہاں سہ پیسہ وہاں سہ پیسہ لا نہ پڑے گا ایک درخت کہ نیچے بیٹھ جائے ہیں اور ساری زندگی گزار دیں گے وہاں بھی کوئی نہیں بیٹھتا کہ درخت کہ نیچے ساری زندگی تو بات وہی ہے کو شوش اور جدوجہد کریں گے اسی مناسبت سہ یہ آپ کو وسائل فراہم ہو جائیں گے تیراٹھ گا زمین میں سیر کرو بکھر جائو زمین میں زمین میسکھر جائو وسائل تلاش کرو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو دسترخوان ہے زمین پر پھیلا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں اس میں زیادہ سہ زیادہ حاصل کرو چاہے زیادہ ایسی چیزیں حاصل کرو جیسے تمہاری زندگی میں آرام ملے تمہاری زندگی میں سکون ہو تمہاری زندگی جو ہے وہ اچھی گزارا اب اہلک آدمی اچھے کپڑے پہنتا ہے اب ایک آدمی ٹاٹ کے کپڑے پہنتا ہے جب کہ وہ ٹاٹ کے کپڑے بھی پہن سکتا ہے اچھے کپڑے بھی پہن سکتا ہے تو اللہ میاں نہ یہ کہ کہ تم ٹاٹ کے کپڑے پہنو اچھے کپڑے پہنانا کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میں کہ چاہے تم ٹاٹ کے پہن لو چاہے یاچھے پہنو اور ایک باپ اپنی اولاد کو ہمیشہ اچھا پہنا کہ اچھا کھلا کہ خوش ہوتا ہے تو اللہ سہ بڑا باپ کون ہو گا بھئی اللہ اتنا بڑا باپ ہے اللہ نہ آپ کہ لئے اتنے وسائل پیدا کر دئے اللہ یہ چاہتا ہے کہ آپ بہترین کھانا کھائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نہ یہ سب آپ ہی کہ لئے پیدا کئے ہیں اللہ یہ چاہتا ہے آپ بہترین تخلیقی میل ساری فیکٹریاں اللہ نہ آپ ہی کہ لئے لگا ئیں کہیں گے بھنس کہ لئے تھوڑی لگی سپرند کو کپڑے نہیں پہنتے کسی بکری کو کوئی سوٹ پہنتے کی ضرورت پیش نہیں آتی یہ سب آپ کہ

لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میں رُخسہ زمین کو ردیکھیں
 اللہ تعالیٰ نہ اتنا سخت کر دیا کہ آپ پیر ما رُخسہ تو آپا کہ سر میں جا کہ لگے یا
 زمین کو اتنا نرم کر دیا کہ آپ بنیاد رکھیں تو وہ زمین بیٹھتی ہے چلی جا ئے اور
 مکان نہ بنے تو شروع میں اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ زمین کے اوپر مکان بنے
 تاکہ اللہ کی مخلوق جو اس کو آرام ملے اللہ تعالیٰ صرف ایک بات جانتے ہیں
 وہ یہ کہ آؤپ آرام سے رہیں بہترین غذا کھا ئیں بہترین لباس پہنیں بہترین رہا
 ئش اختیار کریں اللہ سے آپ کا رشتہ اور تعلق قائم رہے یہ آپ کے ذہن میں
 رہے کہ بہترین کھا نا بہترین لباس بہترین رہا ئش صرف اللہ کی طرف سے ہے
 بس اللہ تعالیٰ یہ سب چاہتا ہے کہ میں اور یہ آدمی کی طرز فکر بن جائے اور
 وہ جتنی جدوجہد اور کوشش کرتا ہے وسائل فراہم ہوتے ہیں وسائل فراہم
 ہوتے رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ کیوں کہ وہ اصل حقیقت کو بھی نہایت چھوڑ رہا
 ہے کہ اللہ میاں کا پھیلا یا ہے وادستر خوان ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے
 مجھے ملا ہے تو ان تمام ان ضرورت سے مادی اعتبار سے بھی آرام ملتا ہے اور
 روحانی طور پر بھی آرام ملتا ہے اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 90

Track 3

Time 11:25

۳ کسی تصویر کے سامنے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

لوگوں کو جو یہاں تشریف لا رہے ہیں ان میں عورتوں کو وہ ہمیشہ اس بات کا
 احاطہ بن جاتی ہے کہ صاحب یہ جو تصویر آپ نے آستانہ میں رکھی ہے یہ
 شریعت کے خلاف ہے لوگ یہاں نماز پڑھتے ہیں ان کی نمازیں نہیں ہوتی لوگ
 یہاں دورد شریف پڑھتے ہیں ان کا دورد شریف نہیں ہوتا یہ پہلا بھی کئی
 دفعہ لوگوں نے اس قسم کے کئی سوالات کئے اب ایک بزرگ کی تصویر اگر اول
 تو میں یہ جو شریعت کا مسئلہ ہے

کہ جناب جو آدمی تصویر بنا ئے گا اللہ میاں کے جا کہ اس کو جان بھی ڈالنی پڑے
 گی تو یہ بات ہی غلط ہے اللہ میاں کے جا کہ کو نجان ڈالے گا تو بات یہ ہے کہ
 جو زمانہ میں تصویر کیاس وقت ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اگر جناح صاحب کی
 تصویر اگر آپ کے دل سے لگی ہو تو نماز ہو جاتی ہے اور کسی والی اولیاء اللہ
 کی تصویر لگی ہوئی ہو تو آپ کی نماز نہیں ہوتی شناعتی کارڈ میں آپ کی

تصویر ہے اب تو انتہاء یہ ہے کہ حج جو ہے بغیر تصویر کے ہو ہی نہیں سکتا پا سپورٹ میں بھی تصویر لگتی ہے ویزہ میں بھی تصویر لگتی ہے اگر یہ مسئلہ اتنا ہی نہیں کیا کہ ہم نے اس میں جو گہرائی اور اتنا غمگین ہے کہ شریعت میں اس میں ایک طوفان آجاتا ہے تو یہ ہمارے اتنا علماء اکرام ہیں پاکستان میں بھی ہیں ہندوستان میں بھی ہیں سعودی عرب میں بھی ہیں اور تمام یہ جو مجلس کی ریاضت میں بھی ہیں اگر یہ شریعت کے مطابق ہے کہ اگر آپ نے تصویر بنا لی تو نہ ہی آپ کی نماز ہو گی نہ آپ کا روزہ ہو گا تو سوال یہ ہے کہ یہ سارے علماء اکرام متفق ہو کر اس بات پر احتجاج کیوں نہیں کرتے اور حکومت سے کیوں نہیں کہتے کہ یہ تصویر ختم کروئے تو یہ تو بات اپنی جگہ آپ سب نے دیکھی ہے کسی مولوی نے کسی بڑے سے بڑے عالم نے آج تک اس بات پر احتجاج نہیں کیا کہ نوٹ پر تصویریں ہونا چاہیے کسی آدمی نے اس بات پر احتجاج نہیں کیا کہ شناختی کارڈ پر تصویر کیوں ضروری ہے اب تو خواتین کی بھی تصویر آتی شروع ہو گئی پھر یہ کہ ہر وہ آدمی جو تصویر کے اوپر اطرا ز کرتا ہے یقیناً اس کے گھر میں ٹی وی بھی ہو گا تو وہ سارے دن بیٹھ کر تصویریں دیکھتا رہتا ہے ٹی وی کے اوپر فلموں کے اوپر فلمیں دیکھتا ہے اور جناب اس نے یہ ہے کہ نہ محروم کو دیکھتے ہیں بلکہ اس میں فحاشی ہے حیائی بھی ہوتی ہے گھروں میں والدین اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں تو وہاں کیوں شریعت آپ کو حرکت میں نہیں آتی آپ اپنی بیوی پسند آئے تو اسے کیوں نہیں توڑ دیتے ایک تصویر کیا لگ گیا ایک طوفان آیا ہوا ہے جس کو دیکھو ہر دو سرے تیسرے ہفتے ایک پرچہ چلا آتا ہے کہ وہاں صاحب آستانہ میں تصویر لگا ئی رکھی ہے اور یہ تو نا جائز ہے شریعت کے خلاف ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ کبھی بھی یہ جو میری زندگی ہے رو حانی زندگی کوئی تقریباً پینتیس سال میں جو ہوتی ہے محیط ہے عام میں جو میرا تعارف ہے تقریباً بیس سال سے ہے اخباروں کے ذریعے مثالوں کے ذریعے سلسلہ ہے اتنا بڑا تو میں نے کبھی آج تک اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میں کوئی مولوی ہوں میں کوئی عالم ہوں یا میں کوئی مفتی دین ہوں شرح متین ہوں میں نے ہمیشہ یہی کہا کہ میں رو حانی آدمی ہوں میں رو حانی استاد ہوں کچھ روحانی علوم مجھے آتے ہیں تو وہ لوگ جو رو حانی علوم سیکھنا چاہتے ہیں میں ان کو سیکھانا چاہتا ہوں جو لوگ میرے قریب آکر رو حانی علوم سیکھنا چاہتے ہیں میں میرے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاء سے جو علوم مجھے منتقل ہوئے ہیں وہ میں سیکھا دو گا مرشد استاد مجھے اپنے مرشد سے شریعت اب یہ ہے کہ کچھ لوگ بھی اطرا ز کرتے ہیں کہ آپ کی داڑی جو ہے وہ شریعت کے مطابق نہیں ہے آپ سلسلہ کیسے چلا رہے ہیں تو مختلف لوگ مختلف باتیں کرتے ہیں تو میں کیوں کہ یہ بہت لمبا ہو گیا کئی دفعہ یہ لوگ سوال کر چکے ہیں اور بعد میں وہ سوچتے ہوں گے بھئی جواب کیوں نہیں دیتا تو میں اپنی پوزیشن کی اطلاع کرنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی عالم جن نہیں ہوں یا مفتی نہیں ہوں فتویٰ دینے کا

میزاج نہ ہیں۔ ہوں اور نہ میں نہ درس نظامی پڑھا۔ جیسے یہ علماء حضرات پڑھتے ہیں ہر یلوی میں پڑھتے ہیں اور کہیں پڑھتے ہیں یہاں پڑھتے ہیں میں ایک جیسے عام انسان ہوتا ہے اب نماز روزہ معلوم ہوتا ہے تو اس قسم کے سوال ت کے ساتھ شریعت شریعت تو یہ سوالات آپ کریں علماء اکرام سے جو ما شالاہ درس گائیں بھی ہیں ان کے پاس مسجدیں بھی ہیں ان کے پاس وہ امام بھی ہے سب کچھ ہے اور ان کے ساتھ ساتھ اب شریعت کے بارے میں سوال کریں تو یہ بھی سوال کریں کہ ان علماء اکرام کے فوٹو اخباروں میں کیوں چھپتے ہیں ایک بہت بڑے عالم جن کا انتقال ہو گیا بہت بڑے عالم ہندوستان پاکستان کے ماہر ہوئے عالم میں ایک دفعہ ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ان سے ایک تصویر کے بارے میں سوال کیا کہ صاحب یہ تصویر جو ہے تو حرام ہے کہ نہ لگے ہاں حرام ہے تو میں نے کہا آپ کی تصویر کیوں چھپتی ہے اخبار میں تو وہ کہ نہ لگے وہ اخبار والے زیر دستی چھاپتے ہیں تو میں نے ان سے عرض کیا کہ صاحب آپ اخبار والوں کو ایک خط لکھیں کہ کسی نہ میری تصویر چھاپی تو میں عدالت میں دعویٰ کر دوں گا تو میں دیکھتا ہوں کون چھاپے گا آپ کی تصویر اخبار میں تو وہاں تو صورت یہ ہے کہ جب ایک علماء کی تصویر آتی ہے تو سرمہ لگے ہوئے ہیں آنکھوں میں تو بھٹی یہ ان لوگوں سے سوال کرو جو شریعت کی آپ کو تعلیم دے رہے ہیں کہ بھٹی جب آپ کے رہے حرام ہے تو آپ کی تصویریں کیوں بنتی ہیں

پھر دو سری یہ ہے کہ یہ جو پاکستان ہمارا ہے ایک اسلامی ملک ہے شریعت اس کے نافذ ہو گئی ہے اس کی کوشش ہے سب سے بڑے سعودی عرب ہمارا ملک ہے تو اگر یہ تصویر اتنی ہی حرام ہوتی تو یہ سعودیہ کے علماء سے پاکستان کے علماء زیادہ جانتے ہیں کیا اگر یہ تصویر واقعی اتنی بری ہوتی تو سعودیہ میں بھی رائے ہو تی جتنے ٹیکس ہیں سب کے الگ الگ روٹ ہیں سب کے الگ الگ سکے ہیں سب کے الگ الگ پاسپورٹ ہیں سب میں تصویریں ہیں پھر یہ ہے کہ آپ کے گھر میں آگے کہتا ہوں کہ اب تو پاکستان میں لیکن بڑے بڑے شہروں میں کراچی میں لاہور میں میرا خیال ہے بہت سی کثرت سے چینی لوگوں کے گھر میں بہت کم گھر ایسے ہونگے جن میں چینی نہیں ہیں آپ رات دن مجھے تو نام بھی یاد نہیں میں ٹی وی زیادہ نہیں دیکھتا اس میں جناب مردوں کو عورتیں دیکھ رہی ہیں جب مرد آئیں گے ٹی وی پر تو عورتیں دیکھ رہی ہیں نہ محروم ایسے ہی عورتوں کو مرد دیکھ رہے ہیں وہ خبر پڑی ہے ٹی وی پر جہاں بڑے مزے لے لے کے اور تبصرے کرتے ہیں صاحب اس کی ایسی آواز ہے اس کی ایسی آواز ہے اس کی خبروں کو انداز ایسا ہے اور اس کی آنکھیں ایسی ہیں تو سنا ہے تو یہ تو اطراز یہی اطراز کرتے کرتے مسلمان قوم کا یہ حال ہو گیا ہے دیوبندی ہر یلوی پر اطراز کر رہا ہے، ہر یلوی دیوبندی پر اطراز کر رہا ہے اہل حدیث نے اپنی الگ ہی مسجد بنا رکھی ہے ایک عذاب بن گیا ہے کہ اسلام میں اتنے تفرک اتنے تفرک پیدا ہو گئے اچھا ہر آدمی

ایک دو سرف آدمی میں تلقین کر رہا لیکن وہ یہ نہیں کرتا کہ اپنی اصلاح کرتا ہے اگر مجھ میں آپ سے یہ کہو کہ تم برے ہو مجھ کیا حق بنتا ہے آپ کو برا کہنے کا جب میں خود اچھا نہیں ہوں اب میں خود بھی اچھا ہوں تو مجھ کوئی حق نہیں بنتا کہ میں آپ کو اچھا کہوں حضور قلندر بابا اولیا نے ایک جگہ مجھ سے فرمایا جب کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ میں تم نماز نہیں پڑھتا تو دراصل وہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں نماز نہیں پڑھتا اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں اب دیکھئے ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ایک آدمی نماز نہیں ہے آپ اس کو نماز کے فرائض بتائیں نماز کی اہمیت نماز کی حکمت اس کے سامنے ظاہر کر دیاور یہ کہ تم نماز نہیں پڑھتے تو ظاہر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں اعلیٰ درجہ کا ہوں تو گھٹیا آدمی نہیں تو نماز نہیں پڑھتا تو اس قسم کے جو اطرا زات اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا نہ ہو گا اب ایک بزرگ کی میں نے ایک خاتون مجھ سے بتا رہی تھیں انہوں نے کہ میں حضور قلندر بابا اولیا ؑ کی اپنے گھر میں تصویر لگا رکھی ہے تو ان کے بھائی آگے بھاٹی ذرا مذہبی کچ زیادہ ہی تو انہوں نے کہا ہے تو شرک ہے تو کفر ہے تو فلاح ہے تو یہ ہے تو بن تو چھپ ہی ہو گئی بھانجہ ذرا ناراض ہو گیا تو انہوں نے کہا ماموں تم ہار گھر میں تو تماری بیوی کی بھی تصویر ہے تماری بھی تمہاری بیٹی کی بھی تمہارے داماد کی بھی کیا تمہارے داماد سے تو یہ جو خماں خاں کی جو اطرا زات ہیں جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہیں یہ بات میں نے اس لئے عرض کی کہ ان اطرا زات سے کچھ فائدہ تو ہوتا نہیں جیسوا نے اس کی آپ کو نقصان ہو اور آپ کے ذہن میں ایسی قوریر پیدا ہو جس قوریر سے آپ کو تخریبی کو تلاش کرتے رہیں اب یہ کہ بھئی تصویر شریعت میں جائز ہے یا نہ جائز اس کا مجھ سے پتا نہیں سنا میں نے بھی یہی کہنا چاہتا تھا نا جائز ہے اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acad 90

Track 4

Time 10:05

۴۔ آپ اکثر مریضوں کو فوٹو کے اوپر دائروں کا عمل بتاتے ہیں ان عمل کی تفصیل بیان فرمائیں؟

جب ہم فوٹو کا علاج بتاتے ہیں تو اس میں ایک خاص بات یہ بتاتے ہیں کہ بھئی فوٹو پر جو دائرے بنائے ہوئے ہیں وہ اینٹی کلاک وائس ہو نہ چاہیے وہ سیدھے

دائرہ نہ ہو بالکل الٹا دائرہ ہوں دو سری بات اس میں یہ بتائی جاتی ہے کہ
 دائرہ اس وقت بنائیں جائیں جن میں مریض سو جائے مریض جس وقت جاگتا
 ہوا ہو اس وقت دائرہ نہ بنائیں دو ٹروں کا عمل دراصل سعودی، نزولی کیفیات
 سلسلہ میں انسان کے اندر دو رخ کام کر رہے ہیں ایک رخ وہ ہے چھپا ہوا رخ
 کہتا ہے میں دو سرا رخ ظاہر ہوتا ہے گوشت پوش کا رخ جس کو ہم ظاہر
 رخ کہتے ہیں چھپا ہوا رخ جو وہ لاشعور ہے اور ظاہر رخ جو وہ شعور
 ہے چھپا ہوا رخ

Negative

ہے اور ظاہر رخ جو ہے وہ

Posative

ہے تو یہ جب کا

Negative

ذکر آتا ہے تو اس میں خدو خال تو ہوتا ہے لیکن یہ ساری تصویر جو ہے اس
 میں ٹھہرتی ہے اور جب اس

Negative

کا

Posative

بن جاتا ہے تو وہی تصویر سیدھی ہو جاتی ہے اور ہمیں سیدھی نظر آتی ہے
 باقاعدہ ہے ہوا کے ہمارا جو لا شعور ہے الٹا ہے اور شعور جو ہے وہ سیدھا ہے
 یہ دماغی امراض جتنی بھی ہوتی ہیں ان میں زیادہ تر یہی ہوتا ہے شعور
 کا کمزور رہ جاتا ہے شعور کمزور رہنے کی وجہ سے لا شعور سے زندگی
 سے متعلق جو اطلاعات شعور کو ملتی ہیں شعور انہیں پوری طرح قبول نہیں
 کر پاتا اب دو صورتیں مریض کو ٹھیک کرنے کی ہوتی ہیں ایک تو یہ شعور
 جو طاقت ہے وہ بڑھ جائے دو سری یہ کہ شعور لا شعور کی جو اطلاعات
 زندگی سے متعلق جو لاشعور کو شعور اطلاع دے رہا ہے اور شعور اسے قبول
 کرکے صحیح معنی پر نہ رہا ہے تو

Negative

اصل میں یہ جو بلیک ان وائٹ فوٹو ہے یہ

Posative

ہے اس

Posative

کے اوپر جب اللہ نے بنا کر بنا کر وقت بنائے ہیں اور جب وہ مریض سو تا ہوا تو اس وقت بنائے ہیں تو منشاء یہ ہے کہ جو آدمی دا ئر بنا رہا ہے اس کے لا شعور میں یہ بات ہوتی ہے کہ میں شعور سے لا شعور کی طرف سفر کر رہا ہوں دا ئر بنانے کے عمل میں بچوں کا یا بڑے کا زیادہ تر بچوں کے بنوا ئے جا ئے ہیں بچی کا جو شعوری نظام کمزور ہے اس میں طاقت پیدا ہو جا ئے گی دو سری وہ جو صورت ہے کا ثنات کی تخلیق کی وہ یہ ہے کہ سارے کائنات ٹرانگل سرٹیکل میں تبدیل ہو ئے ہیں کائنات کی ہر شے اس میں جانور ہے، درخت ہے، کو ئی بھی شے ہے وہ سرکل ور ٹرا نگل سے با ہر اس کی ہے وہ صورت یہ ہے کہ میں ٹرانگل والا اور کے سرکل والا ہو نگے سرکل جہاں غالب ہے وہاں لا شعور کیفیات جو ہے متحرک ہے اور ٹرا نگل کیا غالب ہے وہاں شعوری کیفیات متحرک ہوتی ہے دا ئر کا مطلب یہ ہے ہوا کہ دا ئر دراصل لا شعور ہے اور ٹرانگل جو ہے شعور ہے جب ایک آدمی ہو تو کے اوپر دائرے بنا تا ہے دو دراصل تین زاویے بن گئے ایک وہ جس کا ہو تو ہے ایک خود ہو تو اور ایک ہو تو کے اوپر دائرے بنانے والا آدمی تو ہے صورت ہے ہو گئی ٹرا نگل کی یعنی تین آدمیوں کی یا تین اشیاء کی موجود گی جو ہے ٹرا نگل اختیار کر لیتی ہے مریض ہو تو اور ہو تو کے اوپر دا ئر بنانے والا آدمی لیکن جو

Active

پارٹ ہے وہ دا ئر بنانے والا آدمی ہے دا ئر بنانے والا آدمی جب دا ئر بناتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹرانگل کے اوپر دا ئر کا غلبہ ہو جا تا ہے کہ دا ئر غالب آ جا ئے ٹرانگل پر اب دا ئر کیونکہ لا شعور ہے اب جب کہ ہو تو کے اوپر پنسل چلے گی اور اینٹی کلاک وائس بنے گا تو اس کی صورت یہ ہے ہو گی کہ دائرے بنانے والا کہ ہو تو لگا نیوالا لا شعور سے ہو تو کے اوپر جو دا ئر بنا ہے اس کا فائدہ اس مریض کو پہنچے گا جس کا وہ ہو تو ہے اور جیسے جیسے یہ اینٹی کلاک وائس دا ئر بنتے چلے جائیں گے اور دا ئر بنانے والا کی صلاحیت اور دائرے بنانے والا کا یقین اس ہو تو کے اندر منتقل ہو گا تو ہو تو اس کے اندر منتقل ہو جا ئے گی اور اس کا لا شعوری نظام جو ہے جو کے زیادہ ہو گیا ہے زیادہ ہو نے کا مطلب یہ ہے کہ شعوری نظام میں اتنی زیادہ روشنیوں کا جوم ہو گیا کہ روشنیوں کے اس جوم کو شوق کی طرح قبول نہیں وہ اس آدمی سے جو دا ئر بنا رہا ہے اس کا شعور طاقت ور ہے اور اس مریض کا لا شعور طاقت ور ہے تو شعور کی طاقت جو جب ٹرانگل دا ئر میں مکمل کیا جا ئے گا یا ٹرانگل کے اوپر دائروں کی طاقت کا اضافہ کیا جا ئے گا تو اس سے یہ صورت واقع ہو گی کہ لا شعوری نظام میں جو روشنیوں کا جوم ہے اعتدال میں آ جا ئے گا اور جب وہ اعتدال میں آ جا ئے گا تو شعور میں روشنی دراصل زندگی اور حیات کی اطلاعات ہیں وہ شعور کو بدلنے لگے گیں اور شعور اس کو اسی

طرح قبول کر گا جس طرح ایک صحت زند آدمی لا شعور یہ دراصل فوٹو کا جو علاج یہی حضور قلندر بابا اولیاء کا ایک ایجاز ہے اسکو پر اسائکو لوجی کا علاج کہتے ہیں اور بڑی عجیب بات ہے کہ اس علاج سے اتنے بچے اچھے ہوئے ہیں اتنے بڑے لوگ اچھے ہوئے ہیں کہ شروع شروع میں تو مجھے بڑی حیرت ہو تی تھی ایک صاحب میرے پاس آئے ان کا عزیز تھا پتا نہ میں کہہا کوئی دوسرے ملک میں تھا تو کوئی نفسیات تھا مریض تو مہ نہ اس کو کہہا کہ بھئی یہاں بیٹھ کر اس کی فوٹو پر دائرے بنا تو وہ کہے میں چار مہینے کے بعد آیا وہ تو بالکل ٹھیک ہو گیا ڈاکٹر بھی حیران رہ گئے تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے مریض سامنے ہے تو بات یہ ہے کہ قانون ہے اس کے پیچھے تو اس کے پیچھے ٹرانگل اور سرکل کا قانون ہے اور جب وہ قانون متعارف ہو جا تا ہے تو اس کے قانون مراتب ہو جا تے ہیں اختتام
